سال کے عرصہ میں بن کر مکمل ہوئی اسی زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کا قیام بھی عمل میں آیا تھا یہ مسجد نہایت وسیع کشادہ اور عظیم الشان ہے، اس کے سر بفلک مناروں پر چڑھ کر شہر اور مضافاتِ شہر کا منظر نہایت کیف آور معلوم ہوتا ہے، حد نگاہ تک آم کے باغات کا خوش نما سلسلہ نظر آتا ہے،

مسجد کی صدر محراب پر سنگ مرمر کے ٹکڑے پر حسب ذیل عبارت کندہ ہے۔

مہتمم تعمیر صافی ضمیر حاجی محمد عابد سلمہ ربہ ساعی این مسجد فقیر عبدالخالق دیوبندی عفی عنہ

صدیق باصفا عمر عادل امور عثمان باحیا علی قاتل شرور

خواہی اگر زسال بنا مسجد عظیم یابی مراد خود بحساب جبل عفوذ ۱۲۸۶

حاجی صاحب نے مؤسس و مہتمم تعمیر کی حیثیت سے مسجد کے شمالی دروازہ پر مسجد کے انتظام کے متعلق ایک دستور العمل سنگ سرخ پر کندہ کرا کر نصب کرا دیا ہے۔

مسجد کے زمانہ تعمیر کے ایک اشتہار میں تعمیر مسجد کی تحریک کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب رح نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس مقام پر جہاں اب جامع مسجد واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے جس میں دودھ بھرا ہوا ہے دائیں جانب ایک شخص ہے جو روپیہ لا لا کر آنحضرت صلعم کے سامنے انبار لگا رہا ہے آپ نے حاجی صاحب رح سے ارشاد فرمایا کہ "یہاں مسجد بنانا شروع کر دو" اس زمانہ میں اس مقام پر لوگوں کے مکانات تھے۔

اسی زمانہ میں مشہور واعظ مولانا عبدالرب دہلوی رح دیوبند میں تشریف لائے اور اپنے مواعظ میں جامع مسجد بنانے کی تحریک کی اہل شہر پر مولانا کے مواعظ کا بہت اثر ہوا، مگر جب تعمیر کا تخمینہ لگایا گیا تو کم و بیش ایک لاکھ روپے کا ہوا، اتنی بڑی رقم کا فراہم ہونا آسان نہ تھا لوگ متحیر تھے، آخر ایک جگہ متعین کر کے سب لوگ رات کو جمع ہوتے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی، لوگوں میں تعمیر مسجد کا ایسا جذبہ پیدا ہو گیا کہ انھوں نے روپے کے علاوہ زیور کپڑے برتن لکڑی، اینٹ اور چونا غرض کہ جو جس سے بن پڑا اس نے لا کر رکھ دیا، حاجی صاحب مہتمم تعمیر

قرار پائے اور مولانا عبدالخالق صاحب مرحوم تحصیل چندہ پر مامور کئے گئے موصوف اس کے لئے گاؤں گاؤں پھرے اور بڑے شغف و انہماک سے یہ فرض انجام دیا۔

جامع مسجد کے مسقف حصے میں تین درجے ہیں اور ہر ایک درجہ میں سات در ہیں۔ تین گنبد ہیں۔ منار ہشت پہلو ہیں، ہر منار میں چار درجے ہیں روشنی اور ہوا کے لئے ہر ایک میں آٹھ آٹھ روشن دان ہیں ہر منار میں سنگ سرخ کی سو سو سیڑھیاں ہیں مناروں اور برجوں پر طلائی کلس چڑھے ہوئے ہیں جو منشی ابوالحسن صاحب دیوبندی کی تنہا فیاضی کی یادگار ہیں۔

صحن کے اطراف میں قدیم طرز پر مدرسہ اور طلباء کے لئے دالان اور حجرے بنائے گئے ہیں

دارالعلوم دیوبند اپنے ابتدائی چند سالوں میں جامع مسجد میں بھی رہا ہے مگر جب اس کی ترقی کے باعث یہ جگہ ناکافی ثابت ہوئی تو وہ دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔

تعمیر مسجد کے سلسلہ میں اسی زمانہ میں ایک بزرگ سید جمعیت علی دیوبندی نے ایک مثنوی لکھی تھی جو چھ ہزار تین سو اشعار پر مشتمل ہے اس میں مسجد کے حالات، مدتِ تعمیر معماروں اور مزدوروں کی تعداد، ان کی یومیہ مزدوری۔ طرز تعمیر کی خصوصیات، مصارف کی تعداد وغیرہ، حاجی صاحب کی انتظامی اور مولانا عبدالخالق صاحب کی تحصیل چندہ کی خدمات نہایت بسط و تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔